مولانا حافظ محمد الیاس سلفی رحمۃ اللہ علیہ

محمد رمضان یوسف سلفی

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد الیاس سلفی رحمۃ اللہ علیہ جماعت کے عظیم المرتبت عالمِ دین تھے۔ حدیث، تفسیر، فقہ واصول اور دیگر علوم وفنون میں وسیع معلومات رکھتے تھے۔ ان کی دینی، تبلیغی اور تصنیفی سرگرمیوں کا دائرہ دور تک پھیلا دکھائی دیتا ہے۔ بلاشبہ انہوں نے دعوت وتبلیغ اور تصنیف و تالیف کے میدان میں بڑی وسیع اور وقیع خدمات سرانجام دی ہیں، علمی و عملی اعتبار سے آپ اپنے عظیم المرتبت دادا مولانا عبدالوہاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، نیک اطوار تایا مولانا عبدالستار محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور عالی قدر والد مولانا مفتی عبدالقہار سلفی حفظہ اللہ کے صحیح معنوں میں وارث تھے۔

اس نابغہ عصر عالمِ دین سے ملاقات کی سعادت مجھے حاصل نہ ہوسکی۔ البتہ ان کے صاحبزادے حسن الیاس رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۹۹۷ء میں ۲۵ اپریل کو فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر ملاقات ہوئی تھی۔ جب وہ اپنے عظیم نانا مولانا عبدالواحد دہلوی مرحوم کے ہمراہ فیصل آباد آئے تھے۔ ۲۰۰۲ء کے ماہ مئی میں میں سالانہ قرآن وحدیث کانفرنس میں شرکت کے لیے کراچی پہنچا تو ایک روز نماز عصر کے لیے محمدی مسجد میں ایک نوجوان امامت کے لیے مصلے پر کھڑا ہوا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ جماعت غرباء اہل حدیث کے مرکز میں امامت کے مقام پر۔ ضرور یہ کوئی اہم فرد ہوگا۔ چنانچہ رات کو جامعہ ستاریہ میں اس نوجوان سے سرِراہ ٹاکرا ہوگیا۔ وہ بڑی محبت سے ملا اور کہنے لگا دادا محترم مفتی عبدالقہار صاحب نے آپ سے متعلق مجھے بتایا ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ آپ سے ملوں۔ بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔

یہ تھے حافظ الیاس کے دوسرے صاحبزادے حافظ محسن الیاس۔ جو ان دنوں جامعہ ستاریہ میں تعلیم حاصل کررہے تھے۔ جس طرح خاندان عبدالوہاب دہلوی کے افراد سے میں عقیدت ومحبت رکھتا ہوں، اس طرح اس خاندان کے چھوٹے بڑے سب اس عاجز پر شفقت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو شاد وآباد رکھے۔ آمین۔

اب آیئے مولانا حافظ محمد الیاس سلفی مرحوم کی علمی، ادبی، دینی اور تصنیفی خدمات کا سراغ لگانے کی کوشش کریں۔ مولانا حافظ محمد الیاس سلفی ۱۹۵۵ء میں کراچی میں پیدا ہوئے۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو ان کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ گھر میں ہی علم کا دریا بہہ رہا تھا۔ ان کے والد، تایا اور تایازاد اپنے مدرسہ عربیہ اسلامیہ برنس روڈ محمدی مسجد میں درس وتدریس میں مصروف کار تھے اور شائقین علم کی علمی تشنگی کو دینی علوم سے بجھا رہے تھے۔ چنانچہ حافظ الیاس صاحب نے پہلے مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارالسلام میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کی، پھر جامعہ بنوری ٹاؤن میں کچھ عرصہ پڑھتے رہے۔ انہی مدارس میں رہ کر انہوں نے ۱۲ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس کے بعد میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ جن اساتذہ کرام سے انہوں نے تحصیل علم کیا، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

مولانا مفتی عبدالقہار صاحب مدظلہ العالی، مولانا حافظ عبدالرحمٰن سلفی مدظلہ العالی، مولانا عبدالعزیز فیصل آبادی جھوک دادو والے، شیخ عبدالرحیم اشرف رحمۃ اللہ علیہ، شیخ قاری عبدالحکم کرم الجلیلی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالعزیز نورستانی، مولانا اسحاق شاہد، مولانا سلیمان جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی ولی حسن ٹونکی، مفتی احمد الرحمٰن، مولانا عبدالقیوم، مولانا بدیع الزماں، مولانا مصباح اللہ شاہ، مولانا حبیب اللہ مختار، مولانا عبداللہ کاکاخیل، مولانا حافظ عبدالرحمٰن اور قاری سلطان احمد حفظہ اللہ۔

درس نظامی سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد ۱۹۷۴ء میں شیخ الیاس مرحوم کا داخلہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ ہوگیا اور آپ دیارِ حبیب تشریف لے گئے۔ جامعہ اسلامیہ کے شعبہ کلیۃ الحدیث میں آپ نے چار سال پڑھا۔ عرب اور مصری شیوخ سے خوب علمی استفادہ کیا اور اچھے نمبروں سے سند فراغت حاصل کی۔ جامعہ اسلامیہ کے اساتذہ میں جن کبار شیوخ سے آپ کو تحصیل علم کا شرف حاصل ہوا، ان میں شیخ محمد امان جامی، شیخ عبدالغفار حسن، شیخ عبدالعزیز بن باز، شیخ ابوبکر الجزائری، شیخ محسن العباد، شیخ عمر فلاتہ، شیخ علی مشرف، شیخ سعد ندا مصری کے نام شامل ہیں۔

جامعہ اسلامیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۹۸۱ء میں سعودیہ کی طرف سے انہیں فجیرہ عرب امارات میں مبعوث کردیا گیا۔ آپ گذشتہ ۲۴ سال سے فجیرہ میں وعظ دروس اور دین کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف میں سرگرمی سے مصروف عمل تھے۔ وعظ وتقریر کے علاوہ حافظ الیاس صاحب تحریر وتصنیف کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے۔ اب تک انہوں نے دو درجن کے قریب عربی کتب کے تراجم کیے۔ ان کے قلم کی زبان سادہ اور اردو ترجمہ رواں دواں ہے۔

انہوں نے اردو زبان میں جو تراجم اور کتب تالیف کی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ جامع ترمذی مترجم: صحاح ستہ میں شامل حدیث کی اس کتاب کا اردو ترجمہ ۳ جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں احادیث کی تشریح کرتے وقت امام عبدالستار دہلوی کی نصرۃ الباری سے حواشی مرتب کیے گئے ہیں۔ دوسری اور تیسری جلد میں مولانا عبدالرحمان مبارکپوری کی "تحفۃ الاحوذی" کا اختصار پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ترمذی شریف کی احادیث کی تخریج بھی کر دی گئی ہے۔ اس ضمن میں علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے اسی کتاب میں درج کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

۲۔ صحیح ابن خذیمہ مترجم (جلد چہارم)

علامہ ناصر الدین البانی کی تحقیق سے مزین حدیث کی اس کتاب کی جلد چہارم کا اردو ترجمہ شیخ الیاس سلفی نے کیا۔ جبکہ اس کتاب کی پہلی تین جلدوں کا اردو ترجمہ ان کے بڑے بھائی مفتی ادریس سلفی نے کیا ہے۔ یہ کتاب ۴ جلدوں میں مکتبہ اشاعت الکتاب والسنہ محمدی مسجد محمد بن قاسم روڈ کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

۳۔ عمل الیوم واللیلۃ مترجم: ابوبکر ابن سنی کی یہ مشہور زمانہ کتاب ہے۔ اس میں وظائف واوراد کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں شامل احادیث کی تحقیق وتخریج بشیر محمد عیون دمشقی نے کی ہے۔ یہ اس کتاب کا خوبصورت اردو ترجمہ ہے۔ مترجم نے بعض جگہ مفید حواشی بھی لکھے ہیں۔ کتاب میں شامل احادیث کی تعداد ۷۷۲ اور صفحات ۲۶۴ ہیں۔

۴۔ احادیث قدسیہ مترجم: صحاح ستہ سے ماخوذ احادیث قدسیہ کا یہ مجموعہ ۴۰۰ احادیث پر مشتمل ہے۔ اردو ترجمہ رواں اور احادیث پر حواشی بڑے مدلل ہیں اور جلد بندی کے ساتھ طباعت بڑی معیاری ہے۔

۵۔ مختصر عمل الیوم واللیلۃ مترجم: ابوبکر بن سنی کی کتاب کا یہ اختصار ہے جسے اردو کا جامہ پہنایا گیا۔

۶۔ رکوع میں ملنے سے رکعت ہو جاتی ہے

یہ کتاب شیخ جمعہ سالم کی تصنیف ہے اور اس پر نظر ثانی شیخ صالح عثیمین نے کی ہے۔ جبکہ حافظ الیاس صاحب نے اسے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔

۷۔ پاکیزہ دعائیں: یہ کتاب شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الکلم الطیب" کا اردو ترجمہ ہے۔

۸۔ حرمین شریفین کی دعائیں مترجمہ

شیخ عبدالرحمٰن السدیس کی دعاؤں کو حافظ حسن حسن نے مرتب کیا تھا۔ یہ اس کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔

۹۔ تربیت اولاد مصنف شیخ جمیل زینو۔ ترجمہ حافظ الیاس نظر ثانی حافظ محمد الیاس۔

۱۰۔ ۲۰۰۔ احکام رمضان وصیام:

یہ رسالہ شیخ محمد صالح المنجد کی تالیف ہے۔ اسے حافظ الیاس نے ترجمہ کیا ہے۔

۱۱۔ بیوی کی محبت حاصل کرنے کے طریقے:

یہ رسالہ شیخ ابراہیم الدویش کی کاوش "فن التعامل مع الزوجہ" کا اردو ترجمہ ہے۔ اس میں شوہروں کو قرآن و سنت کی روشنی میں بیوی کے حقوق سے آگاہ کیا گیا ہے۔

۱۲۔ شوہر کی محبت حاصل کرنے کے طریقے:

یہ رسالہ شیخ ابراہیم الدویش کی کاوش "السحر الحلال" کا اردو ترجمہ ہے۔ اس میں بیوی کو شوہر کو "رام" کرنے کا نسخہ کیمیا بتایا گیا ہے۔

۱۳۔ احکام زکوٰۃ مترجم

سید سابق کی کتاب فقہ السنہ سے ماخوذ اس رسالہ میں زکوٰۃ کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

۱۴۔ ہدایت کے واقعات۔ اردو ترجمہ:

شیخ محمد صالح المنجد کی کتاب کا اردو ترجمہ۔

۱۵۔ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی دینی خدمات:

شیخ عبدالعزیز بن باز کے اس عربی رسالہ کا اردو ترجمہ ہے۔ جس میں محمد بن عبدالوہاب کے حالات اور دینی خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے۔

۱۶۔ جماعتی زندگی گزاریے۔ ترجمہ

شیخ محمد صالح المنجد نے اس رسالے میں جماعتی زندگی گزارنے سے متعلق گفتگو کی ہے۔

۱۷۔ اپنا گھر اچھا بنایئے۔ ترجمہ:

شیخ صالح المنجد نے اس رسالے میں گھریلو ماحول کو اسلامی بنانے کے آداب بیان کرتے ہوئے دعوت فکر دی کہ کس طرح گھر کو پرسکون اور جنت کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔

یہ ایک مختصر سا تعارف ہے حافظ محمد الیاس سلفی مرحوم کے اردو تراجم اور تصانیف کا۔ وہ بہت اچھے خطیب اور دین کے داعی تھے۔ ان کی دعوت وتبلیغ کا دائرہ صرف اور صرف کتاب وسنت کی ترویج واشاعت تھا۔ اپنی بات کو اچھے طریقے سے سامعین کے گوش گزار کرنا ان کا وصف تھا۔ ان کی پچاس تقاریر کا آڈیو سیٹ ان کے صاحبزادوں حافظ محمد محسن اور حافظ احمد نے تیار کیا تھا۔

حافظ الیاس کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی علمی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ قرآن کے حافظ اور قاری تھے۔ عرصہ دراز سے نماز تراویح میں قرآن سنانے کے لیے فجیرہ عرب امارات سے کراچی تشریف لاتے اور جماعت غرباء اہلحدیث کے مرکز محمدی مسجد برنس روڈ کے نمازیوں کو اپنے شیریں لہجے میں قرآن سنا کر محظوظ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی برکت سے انہیں دنیا وآخرت کی نعمتوں سے بہرہ مند فرمایا تھا۔ لیکن وہ ہمیشہ اپنے رب کے شکر گزار بن کر رہے۔ بڑے عابد وزاہد اور صابر انسان تھے۔ کئی سال پہلے ان کا جواں سال بیٹا حسن الیاس فوت ہو گیا۔ یہ ان کے لیے اور ان کے اہل خانہ کے لیے بہت بڑا صدمہ تھا۔

لیکن اس موقع پر بھی وہ صبر و استقلال کا پیکر بن کر رہے۔

اصل میں ان کی تربیت ہی ایسے ماحول میں ہوئی تھی کہ ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے۔ چنانچہ وہ معمول کے مطابق فجیرہ میں دعوت و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کا کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ پہلے انہیں گردوں میں کچھ تکلیف محسوس ہوئی تو کراچی آ گئے۔ یہاں آ کر ان کا علاج شروع ہوا۔ بقول شاعر ؎

جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا

ان کے دونوں گردے بالکل ختم ہو گئے تھے۔ آخر ۱۵۔ فروری ۲۰۰۶ء کی شام ساڑھے چھ بجے ان کی روح جسم کا ساتھ چھوڑ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگلے روز جمعرات کی صبح نو بجے ان کی نماز جنازہ مولانا عبدالرحمان سلفی صاحب کی اقتداء میں ادا کی گئی اور پھر کراچی میں ہی اس عالم اجل کی تدفین عمل میں آئی۔ یوں سمجھئے کہ کراچی کے افق سے طلوع ہونے والا سورج ایک شام اسی شہر میں غروب ہو گیا۔

شیخ الیاس کی شادی ان کے تایا مولانا عبدالواحد دہلوی کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ، دو بیٹے، چار بیٹیاں اور سینکڑوں احباب و اقرباء سوگوار چھوڑے۔

اب چند باتیں ان کی اولاد سے متعلق بیان کی جاتی ہیں۔ حافظ حسن الیاس ان کے بڑے صاحبزادے تھے۔ جو ۲۰ سال کی عمر میں یکم دسمبر ۱۹۹۸ء کو فجیرہ عرب امارات میں اچانک فوت ہوئے۔ بڑے نیک اور صالح نوجوان تھے۔ دوسرے صاحبزادے حافظ محسن الیاس نوجوان عالمِ دین ہیں۔ جامعہ ستاریہ سے فارغ التحصیل ہیں۔ فجیرہ میں دعوت و تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ تیسرے صاحبزادے حافظ محمد الیاس نیک طبیعت اور تقویٰ شعار نوجوان ہیں۔ جامعہ ستاریہ کراچی سے حال ہی میں پڑھ کر فارغ ہوئے ہیں۔

حافظ الیاس مرحوم کی چار صاحبزادیاں ہیں اور چاروں اپنے اپنے گھروں میں خوش و خرم زندگی گزار رہی ہیں۔ ان کی ایک صاحبزادی وجیہہ باجی کراچی میں حلقہ خواتین میں وعظ و تبلیغ کا بڑا کام کر رہی ہیں اور انہیں ان کے وعظ کی اثر آفرینی کے باعث خواتین میں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

جانے والے چلے جاتے ہیں اور اپنے پیچھے یادوں کا ایک طویل سلسلہ چھوڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ لوگ کہ جن کی زندگی توحید و سنت سے عبارت ہو اور وہ دین اسلام کے مبلغ و داعی بھی ہوں اور انہوں نے اسلامی تعلیم کے فروغ میں تقریر کے ساتھ تحریر سے بھی لوگوں کے دلوں پر ان مٹ نقوش ثبت کیے ہوں تو ایسے لوگ آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بن کر رہتے ہیں۔ بلاشبہ حافظ الیاس مرحوم ایسے ہی پیارے عالم دین تھے۔ ورع و عفاف کے زیور سے آراستہ اور اخلاق و کردار میں مثالی۔

اب آخر میں ان کا ایک یادگار خط ملاحظہ فرمائیے۔ یہ مکتوب دلپذیر انہوں نے ۱۰۔ جنوری ۲۰۰۳ء کو فجیرہ سے مجھے لکھا تھا اور ۱۷۔ جنوری کو مجھے موصول ہوا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

محترم گرامی قدر فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد رمضان یوسف صاحب سلفی حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا نوازش نامہ ملا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ یاد آوری کا بہت بہت شکریہ۔ بھائی عبدالسلام کے ذریعے پہلے بھی آپ کی طرف سے پیغام ملے ہیں۔ دراصل میں تو ایک طالب علم آدمی ہوں، اس قابل نہیں ہوں کہ میرے بارے میں آپ جیسے عالم دین کچھ لکھیں۔ آپ کے بہترین مضامین ہم کبھی کبھی ”صحیفہ اہل حدیث“ میں پڑھ لیتے ہیں۔ آپ کا لکھنے کا انداز بہت خوبصورت ہے۔ آپ کی تحریر بڑی پختہ اور جاذب نظر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دینی خدمات قبول فرمائے۔ آمین۔

گذشتہ جون میں ہم فیصل آباد آئے، لیکن آپ سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ ان شاء اللہ کبھی آپ سے ضرور ملاقات کریں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ رب العالمین آپ سے بھی اور ہم سے بھی اپنے دین کی ٹوٹی پھوٹی کچھ خدمت لے لے اور ہم سب کی مغفرت فرما دے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔

والسلام

محمد الیاس بن مولانا عبدالقہار

فجیرہ عرب امارات

10-01-03

افسوس کہ جب یہ سطور لکھی جا رہی ہیں، حافظ الیاس کو مرحوم ہوئے چار دن ہو چکے ہیں۔ میں ان پر ان کی زندگی میں لکھنا چاہتا تھا، لیکن کوشش کے باوجود ایسا نہ کر سکا اور پھر ہمارے ہاں یہ متعدی بیماری عام ہے کہ جسے ایک حزینہ سے تعبیر کرنا چاہیے کہ ہم کسی کی زندگی میں تو اس کی خدمات کا اعتراف نہیں کرتے، لیکن جیسے ہی وہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو ہم قلم و قرطاس سے ناطہ جوڑ کر تحریر کی ”صفِ ماتم“ بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اب ہمارا ذہن بھی کام کرتا ہے اور قلم بھی خوب جولانیاں دکھاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ سوئے ہوئے بچے کا منہ چوما، نہ ماں کو لطف آیا نہ بچے کو۔

بہر حال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی کے علم و فضل کا اعتراف اور اسے خراج تحسین پیش کرنے کے لیے اس کی زندگی میں ہی لکھا جائے۔ نامعلوم یہ ضمنی سی بات کیوں آج نوکِ قلم پر آ گئی۔ آخر میں مولانا الیاس مرحوم کی دعائے مغفرت کے ساتھ ان الفاظ کے ساتھ اپنی معروضات کا اختتام کرتا ہوں کہ:

تا کجا لہروں پہ ناچے گا حباب زندگی
موت ہے ہاں موت ہے تعبیر خواب زندگی
مغنی! کچھ خبر بھی ہے تجھے اس بات کی
اک پل میں ٹوٹ جاتا ہے رباب زندگی